## سوال

(39) رویت ہلال کی خبر روزہ رکھنے کے بعدملے ؟

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

رمضان شریف کی رویت ہلال کی خبروں کو 8 یا 9 بجے اور بعض لوگوں کو دن کو دو بجے پہنچی تو اسی وقت سب لوگوں نے روزہ کی نیت کرلی۔ کچھ لوگوں نے قبل خبرملنے کے کھالیا تھا۔ اور بعض نے کچھ نہیں کھایا تھا تو کھانے والوں کو روزہ کی قضالازم ہوگی یا نہیں اور کیا فرضی روزہ کی نیت بعد فجر کے کرنے سے روزہ ہوتا ہے یا نہیں ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بے شک جن لوگوں نے رویت ہلال کی شہادت ملنے سے پہلے کھالیا ہے ان کے اس دن کے روزہ کی قضالازم ہے۔

قال فی المقنع فی فقہ الامام احمد 1/360 : واذاقامت برؤیۃ الھلال فی اثناء النہار لزمھم الامساک والقضاء قال فی الشرح الکبیر : وہذا قول عامة اہل العلم : فرض روزہ کےلئے جس شخص کورات میں نیت کرنے پرقدرت ہواس کو نیت کرنی ضروری ہے اگربغیر نیت کے صبح کرلیا توروزہ نہیں ہوگا۔ ارشاد ہے : من لم یجمع االصیام قبل الفجر فلاصیام لہ (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ احمد خزیمہ ابن حبان دار قطنی) ہاں اگررات نیت کرنے پر قدرت نہ ہوتودن نیت کرنی کافی ہوجائے گی اورروزہ صحیح ہوجائے گا۔

قال شیخنافی شرح الترمذی (2/49) إنما صحت النیۃ فی النہارفی صورتہ شہادۃ الأعرابی برؤیۃالھلال لأن الرجوع الی اللیل غیر مقدوروالنزاع فیما کان مقدورا فیختص الجواز بمثل ہذہ الصورۃ اعنی من انکشف لہ فی النہاران ذلک الیوم من رمضان وکمن ظھرلہ وجوب الصیام علیہ من النہار کالمجنون لیضیق والصبی یحتلم والکافر یسلم انتہی

**محدث**

عزیز مکرم مولوی محمدامین صاحب رحمانی زادکم اللہ علما وفضلا

السلام علیکم

آپ کا کارڈ مورخہ 29 ستمبر اکتوبر کو موصول ہوا جس کا جواب 5/1 اکتوبر کو اوراس کے بعد طلاق والا رسالہ بک پوسٹ کے ذریعہ بھیج دیاگیا۔ امید ہے خط اوررسالہ دونوں آپ کو مل گئےہوں گے۔ خط بھیجنے کے بعدادارہ الحسنات کی طرف سے 3/عدد روزہ والارسالہ بذریعہ رجسٹری پہنچا۔ آپ کے لکھنے کے مطابق ایک عدد حاجی عبدالسلام اور حکیم صاحب

کے یہاں بھیج دیا گیا۔ امید ہے حکیم صاحب نے رسالہ کی رسید آپ کو لکھ دی ہوگی اور رسالہ کے متعلق اپنا تاثر بھی لکھ دیا ہوگا۔ رسالہ عجلت میں من اولہ الی آخرہ پڑھ لیا گیا ہے۔ جہاں جو چیز کھٹکی اور اپنی تحقیقی مسلکہ اہل حدیث کے خلاف معلوم ہوئی اسے مختصر الکھا جارہا ہے۔ کاش آپ نے چھپوانے سے پہلے کسی اہل عالم کو دکھلالیا ہوتا جو آپ کے نزدیک معتمد ہوتا۔ رسالہ کی کاپی اور پروف تصحیح کی بنظر غائر نہیں کی گئی ہے اس لئے چھاپہ کی متعد غلطیاں رہ گئی ہیں۔ رسالہ آپ کی تالیف کا نقش اول ہے امید ہے دوسرے نقوش اس سے بہتر ہوں گے۔

آپ نے صفحہ :24تا27چاند دیکھنے کی شہادت کے عنوان کے تحت جمہور علماء کا جو مسلک رمضان عید الفطر اور عید الاضحی کے چاند کے بارے میں مع دلیل کے لکھا ہے وہ اپنی جگہ صحیح ہے لیکن صفحہ :32تا34میں رویت ہلال کی خبر شہادت ہے یا روایت کے زیر عنوان مدیر زندگی کی تحقیق کی روشنی میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ آپ کے محولہ بالا تحریر کے بالکل خلاف اور مناقص ہے۔

پہلے آپ نے عید و بقر عید اور رمضان کے چاند کے درمیان فرق کرتے ہوئے عید و بقر کے چاند کےلئے دو آدمیوں کی گواہی ضروری ہے اور دوسری جگہ مدیر زندگی کی تحقیق سے اتفاق کرتے ہوئے اس فرق کو اڑا دیا ہے او سب چاندوں کےلئے ایک آدمی کی شہادت یا خبر کو کافی قرار دے دیا ہے۔ آپ نے تحریر کا یہ تضاد بالکل کھلا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک فرق والا مسلک جس پر ابو ثور کے علاوہ پوری امت کا اتفاق ہے وہ ہی صحیح ہے یعنی: عید بقر عید کےلئے دو آدمیون کس شہادت یا خبر ضروری ہے۔ ہمارے نزدیک اس فرق کی وجہ یہ نہیں ہے کہ رمضان کےلئے رویت ہلال کی خبر روایت اور عیدین کےلئے رویت ہلال کی خبر شہادت ہے۔ بلکہ اس فرق کی بنیاد اس بارے میں روایت کردہ احادیث مرفوعہ ہیں جو کتب احادیث مسند احمد نسائی ابوداود ترمذی صحیح ابن حبان مستدرک حاکم دار قطنی وغیرہ میں مروی ہے۔ آپ کا یہ لکھنا کہ: اس فرق کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے میرے لئے سخت تعجب کا باعث ہے۔

مدیر زندگی نے فروری 1971 کے شماروں میں فرق والی حدیثوں پر کیا بحث کی ہے؟ اس وقت میرے سامنے وہ و محولہ شمارہ نہیں ہے کہ اس میں اس کے متعلق کچھ لکھوں البتہ انہوں نے شوال کے چاند کے ثبوت میں ایک شخص کی رویت کی خبر قبول کر کے عید کرنے کے ثبوت میں حضرت عمر جو اثر مسند احمد اور کنز العمال سے پش کیا ہے وہ میرے سامنے ہے۔ حضرت عمر کا پہلا اثر مسند احمد28/1/144اور دار قطنی ص :232میں مروی ہے۔ یہ اثر سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلی کی عمر حضرت عمر کی وفات کے وقت کل 6برس کی تھی جیسا کہ خطیب نے تاریخ بغداد میں حافظ نے تہذیب االتہذیب میں صراحتہ ذکر کیا ہے۔ ان کا سماع حضرت عمر سے ثابت نہیں ہے۔ اس روایت میں کنت مع عمر کے لفظ کا مدار عبدالرحمن کے شاگرد عبدالاعلیٰ بن عامر ثلعبی پر ہے اور مذکورہ لفظ کے ذکر کرنے میں ان وہم ہوگیا ہے اور دوسرا اثر قطنی اور بیہقی کے حوالہ سے مذکور ہے۔ علی المتقی نے اس کے بعد یہ لکھا ہے: وضعفاہ اس اثر کا مدار وہی عبدالاعلی بن بن عامر ثعلبی ہیں۔ دار قطنی اس اثر کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: كَذَا رَوَاهُ عَبْدُ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى , وَعَبْدُ الْأَعْلَى ضَعِيفٌ , وَابْنُ أَبِي لَيْلَى لَمْ يُدْرِكْ عُمَرَ وَخَالَفَهُ أَبُو وَائِلٍ شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ , فَرَوَاهُ عَنْ عُمَرَ , أَنَّهُ قَالَ : «لَا تُفْطِرُوا حَتَّى يَشْهَدَ شَاهِدَانِ» , حَدَّثَ بِهِ الْأَعْمَشُ , وَمَنْصُورٌ عَنْهُ ثم ذکر روایتھا بخو ذلک تکلم البیھقی فی سننہ

صفحہ :26سطر :4میں امام ثوری کے بجائے ابو ثور ہونا چاہیئے۔

صفحہ30کی آخری سطر میں کی ہے اور وہ یہ ہے کہ بجائے کی ہے ہونا چاہیئے۔ ریڈیو کے ذریعہ چاند کی خبر کا اعتبار کرنے اور اس پر عمل کرنے کی دوسری شرط کے بیان میں ص :30کی پہلی اور دوسری سطر میں جو لکھا گیا ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ اس صفحہ میں اختلاف مطالع کے زیر عنوان آپ نے یہ لکھا ہے:

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ہمارے ملک ہندوستان میں مطالع کا کوئی قابل لحاظ اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے یہاں کسی مقام پر بھی رویت ہلال ثابت ہوجائے تو پورے ملک کےلئے قابل اعتبار عمل ہوگا۔

آپ کی اس رائے سے مجھے سخت اختلاف ہے۔ میرے نزدیک کم وبیش 500میل کی مسافت پر مطلع اس حد تک مختلف ہوجاتا کہ اس بعید مسافت بر اس شب میں طلوع ہلال ضروری نہیں۔ لہذا مدارس یا مشرقی پنجاب یا دہلی کی رویت بہار اور ہندوستان کی دوسری مشرقی ریاستوں کےلئے معتبر نہیں ہوگی۔

ص :48میں عنوان رمضان میں روزے کی قضاء کاوقت میں میں بجائے کے ہوناچاہیئے ۔

ص :49میں رواہ ابوداود کے بعد بجائے ترمذی نسائی ابن ماجہ کے والترمذی والنسائی وابن ماجہ ہوناچاہیئے ۔ یاپھر تخریج میں صرف اس قدر لکھنا چاہیئے (ابوداود ترمذی نسائی ابن ماجہ) ۔

ص :54یوم شک کا روزہ صرف مکروہ ناپسندیدہ نہیں ہے بلکہ معصیت ہونے کی وجہ سے بالکل ممنوع ہے ۔

ص :60شب برات کے روزے کے بجائے شب برات کا روزہ کا عنوان ہوناچاہیئے شب براب کے اس روزے کے بارے میں حضرت علی کی مذکورہ حدیث سخت ضعیف ہےاس سے اس روزہ کے استحباب یاسنت کااثبات غلط ہے وہ اس لائق ہے ہی نہیں کہ اس سے کوئی حکم شرعی ثابت کیاجاسکے ۔ روزے کے بارے میں اس روایت کے علاوہ کوئی دوسری روایت موجود نہیں ہے اگر کوئی دوسری حدیث یامذکورہ اس روایت کا کوئی دوسرا طریق میں ہے تواس سے مجھ کو مطلع کیجئے ۔

ص :67یہ کہنا کہ تراویح کی رکعتیں کتنی ہیں ؟ اس بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات ہم تک نہیں پہنچی ہے ۔ ہمارے نزدیک غلط ہے آگے ابو سلمہ بن عبدالرحمن عن عائشہ کی حدیث کوآپ نے خود ہی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں پیش کیا ہے ۔ سلف اس سے زیادہ رکعتوں کوبطور نقل پڑھ لیا کرتے تھے اس سے یہ کیوں ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول پڑھ لیا کرتے تھے تواس سے یہ کیوں ثابت ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ سے عملا تعداد رکعات تراویح کے بارے میں کچھ منقول نہیں ہے ۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بیس رکعت کے بارے میں متعدد روایات موجود ہیں : عبداللہ بن عباس کی سخت متفقہ ضعیف حدیث کے سوا دوسری کونی سی روایت موجود ہے ؟ آٹھ رکعتوں کے حق میں بخاری ومسلم کی یہ صحیح روایتیں ہیں اس عبارت میں روایتیں کے بجائے روایت یاحدیث کالفظ ہوناچاہیئے ۔

ص :28تراویح کی نماز میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر جسم کوذرا آرام پہنچادینے کی ہدایت کسی حدیث مرفوع یااثر صحابی میں مذکور ہے ؟ بیس رکعت پڑھنے والوں کا عمل اورچیز ہے اوراس کاآں حضرت ﷺ یاصحابہ سے منقول ہونا اورچیز اورجب یہ منقول نہیں ہے تو مقلدین کا بے دلیل تعامل کوئی شرعی چیز نہیں نیز جامع الرموز سے منقولہ ذکر کو تراویح کی دعاکہنا بھی ٹھیک نہیں ہے ۔

ص : 74 :اعتکاف اپنی بستی کی جامع مسجد کے لفظ سے ذہن جمعہ مسجد کی طرف متبادر ہوتا ہے اوراس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اعتکاف جمعہ مسجد میں کرنا چاہیئے اوریہ صحیح نہیں ہے ۔ چنانچہ آپ اس صفحہ کی آخری سطر میں لکھتے ہیں اعتکاف کےلئے ایسی مسجد کا ہونا جس میں پانچویں وقت باجماعت نماز ہوتی ہواس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف کےلئے جمعہ مسجد شرط نہیں ہے اوریہی صحیح ہے ۔

ص :76مسجد کے بجائے جامع مسجد کے اندراس عبارت میں جامع مسجد کے بجائے کسی دوسری مسجد کالفظ ہوناچاہیئے ۔ کیوں کہ جامع مسجد کے لفظ سے جمعہ مسجد طرف ذہن جاتا ہے چنانچہ آپ نے بھی بعض اس کے بعدیہ لکھا ہے جمعہ کی نماز اداکرنے کےلئے جامع مسجد اس قدرپہلے جانا اور صفحہ کے حاشیہ پر آپ نے لکھا ہے بعض حدیثوں کی روسے جامع مسجد کے علاوہ ایسی مسجدوں میں اعتکاف کیاجاسکتا ہے جن میں پنجگانہ باجماعت ہوتی ہو۔

وہ کونسی حدیث ہے جس میں اس قسم کی تشریح موجود ہے ؟ یہ توحضرت عائشہ کے قول : لااعتکاف الافی مسجد جامع کی ایک توجیہ وتاویل ہے ۔

وَأَنتُم عـٰكِفونَ فِى المَسـٰجِدِ ١٨٧ ... سورة البقرة

میں مساجد کا عموم واطلاق اعتکاف کےلئے جمعہ کی تخصیص کے منافی ضرور ہے ۔

ص :79سطر :6میں جامع مسجد کے بجائے کوئی دوسرا لفظ ہوناچاہیئے ۔ کیوں کہ اس سے جمعہ کی مسجد کی طرف ذہن متبادر ہوتا ہے ۔

ص :92سطر 7میں سورہ اعلیٰ سورق کے بجائے سورہ اعلیٰ یاسورہ ق ہوناچاہیئے ۔

ص :102 جب گیہوں سے صدقہ فطر کے بارے میں کوئی حکم اور ارشاد نبوی بسند معتبر منقول نہیں ہے اور اس نصف صاع نکالنے کی بنیاد حضرت معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کا محض فتوی اور عمل ہے اور انہوں نے یہ فتوی صرف اس وجہ سے دیا تھا کہ ان دنوں گیہوں

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

## فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

### جلد نمبر 2۔کتاب الصیام

### صفحہ نمبر 135

### محدث فتویٰ